مل کر دعا کریں اور دعائیں سکھانے میں ان کی رہنمائی کریں تاکہ مل کر ان پہاڑی علاقوں میں زندہ مسیح کی گواہی دے سکیں۔

ہمارے اس مشن میں مسیحی بہن بھائیوں نے بہت تعاون کیا۔ ہم نے اپنے کام کو جاری رکھا اور تقریباً ستره کاتھولک خاندانوں کو دعائیں سکھانے میں رہنمائی کی۔ ہر جمعہ اور اتوار کو کاتھولک خاندان ہمارے چیپل میں باقاعدگی سے جمع ہوتے رہے۔ ہم ان کے جوش سے بہت متاثر ہیں۔ ہم نے ایک ماہ سے زیادہ وقت ان کے ساتھ گزارا اور جلد واپس جا کر اس مشن کو جاری رکھیں گے۔

گلگت میں قیام کے دوران میں ہم نے ہترہ میں رہنے والے ایک کاتھولک خاندان سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ دعا کی۔ ہترہ بہت خوبصورت علاقہ ہے۔ بلند پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں، بہتے پانی کے چشمے، ہرے بھرے درخت اور پودے جیسے خوشی کا باغ ہو۔ ہم ہترہ کے لوگوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ ہمیں وہاں آزادی کا سا ماحول محسوس ہوا۔ عورتیں بغیر پردہ گھومتی پھرتی نظر آئیں۔ اس کے برعکس گلگت کی عورتیں پردہ نشین ہیں اور بہت کم عورتیں گھر کی چاردیواری سے باہر نظر آتی ہیں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہم ان بلند پہاڑوں کے درمیان ہری بھری وادیوں میں زندہ مسیح کے پیار اور آزادی کی جھلک پیدا کر سکیں۔ گلگت کے مسیحی بہن بھائیوں سے مل کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے جس جوش اور جذبے کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ دعا ہے کہ وہ جذبہ ہمیشہ ان میں قائم رہے تاکہ اس کا نام جلال پائے جو ہمارا خداوند اور خدا ہے۔" (پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور۔ 16 تا 31 دسمبر 1991ء)

نفاذِ اسلام کے اثرات

جناب جوزف ارشد گزشتہ چند ماہ سے "کاتھولک نقیب" (لاہور) میں "پاکستان میں مسیحی تشخص کی جدوجہد" پر لکھ رہے ہیں۔ ان کے مقالے کے اقتباسات "عالم اسلام اور عیسائیت" میں دیے جاتے رہے ہیں۔ یکم نومبر 1991ء کو ان کی رسم کہانت ادا ہوئی ہے اور اب وہ فادر جوزف ارشد ہیں۔ انہوں نے سینٹ جوزف ہائی سکول لاہور چھاونی میں تعلیم پانے کے بعد سینٹ میری سیمینری لاہور اور کرائسٹ دی کنگ سیمینری کراچی میں کہانت کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔

فادر جوزف ارشد کے مضمون سے "پاکستان میں نفاذِ اسلام کے اثرات" سے متعلق اقتباس پیش کیاجاتا ہے:

"1977ء میں حکومت کی تبدیلی اور پھر ملک میں جماعت اسلامی کے بڑھتے ہوئے اثر نے نفاذِ اسلام کے عمل کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی قوانین لاگو کیے گئے۔ ان ساری تبدیلیوں نے مشکلات تو پیدا کی ہیں مگر اس سے ملک میں ایک اسلامی نظام کا آغاز ہوا ہے۔۔۔۔

مسیحی اقلیت ہوتے ہوئے پاکستان میں نفاذِ اسلام اور نئے قوانین کی وجہ سے بہت خطرہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ اس طرح کے عمل سے ان کے شہری حقوق متاثر ہوتے ہیں اور پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ نفاذ اسلام اور اس کے قوانین نے مسیحی اقلیت کودوسرے درجہ کا شہری بنادیا ہے۔ جداگانہ انتخابات ، زکوٰۃ میں حصہ نہ دینا، شراب کی اجازت ، ان سب باتوں نے مسیحیوں کو دکھ پہنچایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی عام طور پر یہی محسوس کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ پاکستان میں ناروا سلوک ہوتا ہے اور یہاں ان کے بچوں کا کوئی مستقبل نہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ مسیحی اور مسلم لوگوں کے تعلقات اگر ہیں تو صرف ذاتی سطح پر، مگر قومی سطح پر ان کے تعلقات کہیں بھی نظر نہیں آتے۔ چند ایک ادارے جیسے قومی مسیحی - مسلم ڈائیلاگ کمشن، کرسچن سٹڈی سنٹر، ادارہ امن وانصاف اور کاتھولک سوشل سروسز، کراچی میں مسیحی اور مسلم چند ایک منصوبوں پر مل کر کام کرتے ہیں جو کہ خوش آئند بات ہے۔

نفاذ اسلام کا عمل مشنریوں کی کمی کا سبب بنا ہے۔ یقیناً یورپ سے بہت کم مشنری آتے ہیں کیونکہ حکومت نے ان کے لیے مشکلات پیدا کردی ہیں اور انہیں اجازت نہیں دی جاتی۔

نفاذِ اسلام کے عمل کی وجہ سے مسیحی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ پاکستان میں ان کی کیا حیثیت ہے اور انہوں نے پاکستان کے مکمل شہری ہونے کی جدوجہد پھر سے شروع کردی ہے۔ ان ہی چیلنجوں کا سامنے کرنے کے لیے خاص طور پر دوسری کلیسیاؤں اور مسلمانوں کے ساتھ رابطہ شروع کیا ہے۔" (پندرہ روزہ کاتھولک نقیب، لاہور- 16 تا 30 نومبر 1991ء، ص 14)